

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

سلسلہ خطبات جمعہ

اعمال صالحہ میں مسابقت

نحمدہ ونصلی رسولہ الکریم! فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن
الرحیم وَ سَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّکُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمُوتُ وَ الْأَرْضُ أُعِدَّتْ
لِلْمُتَّقِينَ (آل عمران: ۱۳۳)

اور اپنے رب کی طرف مغفرت اور وہ جنت حاصل کرنے کیلئے ایک دوسرے سے بڑھ کر تیزی دکھاؤ جسکی
چوڑائی اتنی ہے کہ اس میں تمام آسمان اور زمین سا جائیں وہ اُن پر ہیروز گاروں کیلئے تیار کی گئی ہے۔
بادروا بالاعمال الصالحة فتكون فتن كقطع الليل المظلم يصبح الرجل مؤمناً و
يُمسى كافراً و يُمسى مؤمناً و يصبح كافراً يبيع دينه بعرض من الدنيا (صحیح مسلم ۱۸۶)
نبی کریم ﷺ نے فرمایا نیک اعمال کرنے میں جلدی کرو اس لئے کہ بڑے فتنے آنے والے ہیں۔ ایسے
جیسے اندھیری رات کے کھڑے۔ صبح انسان مؤمن ہوگا اور شام کو کافر ہو جائے گا۔ اور شام کو مؤمن ہوگا
اور صبح کو کافر۔ اس لئے کہ اپنے دین کو دنیا کے تھوڑے سے سامان کے بدلے بیچ ڈالے گا۔

معزز سامعین کرام!

میں نے آپ کے سامنے قرآن کریم کی ایک آیت مبارکہ اور نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث شریف
تلاوت فرمائی اس میں اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو خطاب کر کے فرما رہے ہیں کہ اپنے پروردگار کی مغفرت کی
طرف اور اس جنت کی طرف جلدی سے دوڑو جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر بلکہ اس سے بھی
کبھی زیادہ ہے اور وہ متقی لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے ایک عقل مند انسان اپنی حقیقت پر غور و فکر کرے،
اللہ تعالیٰ کی عظمت، قدرت اور حکمت پر سوچے، اور اس کی شان ربوبیت پر غور و خوض کرے تو اس تفکر تدبر
اور غور و خوض کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف خود بخود دل مائل ہوگا اور دل میں یہ داعیہ پیدا ہوگا
کہ جس خالق نے مجھے پیدا کیا ہے مجھے بارشوں کی رحمت میں رکھا ہے نعمتوں کی مجھ پر بھتات کی ہے اس
مالک اور اس خالق کا مجھ پر بھی کوئی حق ضرور ہوگا اس لیے اس آیت مبارکہ اور حدیث مبارکہ میں یہ بتایا گیا

ہے کہ جب دل میں یہ داعیہ پیدا ہو تو فوراً نیک کام کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ اسمیں دیر نہیں لگانی چاہیے۔
مبادرۃ کا یہی معنی ہے یعنی کسی کام کو جلدی کرنا اور اس میں ٹال مٹول نہ کرنا، آئندہ اور کل پر نہ چھوڑنا۔
نیک جذبے پر فوری عمل

محترم سامعین! یہ داعیہ درحقیقت اللہ جل جلالہ کی طرف سے ایک معزز مہمان ہے اس کی خاطر مدارت کرنا چاہیے اور اس کی خاطر مدارت یہ ہے کہ اس پر عمل کیا جائے مثلاً دو رکعت نفل پڑھنے کا شوق دل میں پیدا ہوا۔ تو اگر وقت مکروہ نہیں تو فوراً وضو کر کے دو گانہ پڑھے۔ یا اگر صدقہ اور خیرات کرنے کا جذبہ پیدا ہوا تو اسی وقت صدقہ یا خیرات کر لیا جائے۔ کوئی پتہ نہیں کہ اگر تم نے اسکوکل یا آئندہ پر ٹال دیا تو کیا کل یا آئندہ آپ زندہ بھی ہوں گے؟ اور اگر زندگی مل گئی تو کیا صحت بھی نصیب ہوگی۔ یا بالفرض اگر صحت بھی مل گئی تو کیا یہ جذبہ اور شوق بھی اسی طرح ہوگا۔ لہذا نیک کام کا داعیہ پیدا ہوتے ہی اس پر عمل کرنا چاہیے۔
اعمال صالحہ میں مسابقت

ایک لفظ تسابق ہے۔ مسابقہ کا معنی ہے ایک دوسرے سے آگے بڑھ جانا۔ مقابلے میں آگے نکلنے کی کوشش کرنا۔ آخرت کے کاموں میں دوڑ لگانا۔ دنیا کے کاروبار میں تو چھوٹے بڑے سب ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی جستجو میں مصروف ہیں۔ دولت کمانے پیسہ بڑھانے کی دھن سب کو لگی ہے آخرت کی فکر، قبر و حشر حساب و کتاب کی فکر کسی کو نہیں۔

صحبت صالح ترا صالح کند

حضرت عبداللہ بن مبارک جو بڑے رتبے کی محدثین، صوفیاء کرام اور بڑے اولیاء کرام میں سے ہیں وہ فرماتے ہیں۔ میرا اٹھنا بیٹھنا ایک وقت میں بڑے بڑے مالداروں اور دنیا داروں کے ساتھ تھا۔ ان کی شان و شوکت، ساز و سامان دیکھ کر میرے اندر بھی دنیا کی حرص بڑھ جاتی تھی اور میری زندگی میں اطمینان، سکون اور آرام نہیں تھا۔ ہر وقت بے چینی اور پراگندگی طبیعت میں ہوتی تھی۔ لیکن جب سے نیکو کاروں کا ساتھ دیا ان کا رفیق بن گیا۔ آخرت کی فکر دامنگیر ہوئی۔ تو اب حالت یہ ہے کہ میں دنیا کی کاموں کی طرف التفات نہیں کرتا۔ کسی دنیا دار پر مجھے رشک نہیں۔ مال و دولت کے اعتبار سے کم رتبہ لوگوں کو دیکھ کر مجھے احساس ہوتا ہے کہ میرے پاس جو کچھ ہے۔ یہ ان لوگوں کے پاس نہیں۔ ان سے تو میرے کپڑے اچھے ہیں۔ ان سے تو میرا کھانا پینا بہتر ہے۔ میرا گھر بھی ان سے اچھا ہے اور میری سواری بھی اس کی سواری سے اچھی ہے۔ اس وجہ سے مجھے راحت ملی ہے۔ سکون ملا ہے۔ اطمینان ملا ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کند

صحبت طالع ترا طالع کند

یہ نبی اکرم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرنے کی برکت ہے۔ کوئی شخص تجربہ کر کے دیکھ لے۔ اپنے اونچے کو دیکھتے رہو گے۔ کبھی بھی پیٹ نہیں بھرے گا۔ کبھی قناعت اور آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب نہیں ہوگی۔ ہر وقت زیادہ کمانے، اچھی سے اچھی گاڑی کی تمنا، مال و جائیداد زیادہ کرنے کی کوشش، غرض پوری دنیا کی نعمتوں کو حاصل کرنے کی دھن میں لگا رہے گا۔ یہاں تک کہ کمین مرقد ہو جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰی زُدتُمُ الْمَقَابِرَ

”تم کو کثرت مال و دولت جمع کرنے نے غفلت میں رکھا۔ یہاں تک کہ تم نے جا کر مرنے کے بعد قبریں دیکھیں۔“

کثرت مال کی حرص سے ممانعت

حضور پاک ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

لو كان لا بن ادم وادياً من ذهب احب ان يكون له واديان (بخاری)

اگر ابن آدم کو ایک وادی سونے کی مل جائے تو وہ پھر بھی چاہے گا کہ ایک کے بجائے دو وادیاں مل جائیں۔
دو مل جائے تو تین کی تمنا کرے گا اسی طرح پوری زندگی اسی دوڑ میں ختم ہو جائے لیکن کبھی راحت و سکون کی منزل پر پہنچ نہیں پائے گا۔ یہ بات بھی یاد رکھنا چاہیے کہ مال و دولت کے ذریعے سے راحت و سکون خرید نہیں جاسکتا۔

مال کے ساتھ راحت و سکون ممکن نہیں

یاد رکھو! راحت و سکون ایک الگ شے ہے اور اسباب راحت الگ چیز ہیں راحت اللہ کی طرف سے ایک قیمتی عطیہ ہے اور ہم نے اسباب راحت کا نام راحت رکھ دیا ہے۔ روپے پیسے کے ذریعے اسباب راحت خریدی جاسکتی ہیں۔ مثلاً گرمی کے موسم میں گرمی سے بچاؤ کیلئے ہم ایئر کنڈیشن، ایئر کولر تو ضرور خرید سکتے ہیں لیکن اطمینان قلب، راحت اور آرام خرید نہیں سکتے۔ اسی طرح سردی سے بچنے کیلئے ہم گرم کپڑے، ہیٹر وغیرہ تو خرید سکتے ہیں لیکن راحت و آرام نہیں خرید سکتے۔ بہت سارے مالدار، دنیا دار، صاحب ثروت و شہرت لوگ رات کو سونے کے خاطر نشہ آور گولیاں کھاتے ہیں۔ حالانکہ نرم بستر، ایئر کنڈیشن کمرہ، ٹی وی اور ریٹ موجود ہیں تو کراچی بھی ہیں لیکن نیند نہیں آ رہی۔ پتہ لگ گیا کہ اسباب

راحت کے حاصل کرنے سے راحت کا ملنا ضروری نہیں۔ اور ایک وہ شخص ہے جس کے پاس لیٹنے کے لئے کوئی بستر نہیں چار پائی کے بجائے سخت زمین ہے۔ ہاتھ سر کے نیچے رکھ کر آرام کی نیند سو جاتا ہے۔ اٹھ گھنٹے بھر پور نیند لے کر صبح کو بیدار ہو جاتا ہے۔ تو اب راحت کس کو ملی۔ والدہ، دنیا دار کو یا اس غریب بے گھر جھکے ہوئے زمیندار کو۔ کہ اس کے پاس اسباب راحت موجود نہیں تھے لیکن راحت مل گئی۔ دوسرے کے پاس اسباب راحت موجود لیکن راحت موجود نہیں۔

معزز دوستو! میں عرض کر رہا تھا کہ اگر ہم اسباب دنیا جمع کرنے میں مصروف ہو کر دوسروں سے آگے بڑھنے کی فکر میں لگ گئے تو اسباب راحت تو جمع ہو جائیں گے۔ سب کچھ ہاتھ آجائے گا۔ کوٹھی، بنگلہ، نوکر، چاکر، موٹر کار، خشم و خدام، روپے پیسے، لیکن آرام و راحت کا نشان تک نہیں ملے گا۔ جب تک یہ خیال پیدا نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ حلال طریقہ سے جتنا مجھے دے رہے ہیں۔ اس سے میرا کام چل رہا ہے۔ اسی وقت تک تم کو سکون حاصل نہیں ہوگا۔ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ دنیا کے معاملے میں اپنے سے اونچے آدمی کو نہ دیکھو کہ وہ کہاں جا رہا ہے بلکہ اپنے سے نیچے والے کو دیکھو کہ ان بے چارے کے مقابلے میں اللہ نے تم کو کیا کچھ دے رکھا ہے۔ اس کے ذریعے تم کو قرار آئے گا راحت ملے گی اور سکون حاصل ہوگا لیکن دین کے معاملے میں اپنے سے اونچے کو دیکھو۔ اسلئے کہ اس کے ذریعے آگے بڑھنے کا جذبہ پیدا ہوگا اور آگے بڑھنے کی بے تابی ہوگی اور یہ بے تابی بڑی مزیدار اور لذیذ ہے۔ دنیا کیلئے بے تاب ہونا تکلیف دہ اور آخرت کیلئے بے تاب اور بے قرار ہونا راحت دہ ہے۔

فتنوں سے بچاؤ صرف اعمال صالحہ سے

بہر حال سامعین کرام! میں نے آیت کیساتھ ایک حدیث شریف بھی ذکر کی تھی جو حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے:

عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال باذروا با الا اعمال الصالحہ فتكون فتن
کقطع اللیل المظلم یصبح الرجل مؤمناً ویمسی کافراً و یمسی مؤمناً و یصبح
کافراً یمیع دینہ بعرض من الدنیا (رواہ مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی گئی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا نیک اعمال کرنے میں جلدی کرو اسلئے کہ بڑے فتنے آنے والے ہیں۔ ایسے جیسے اندھیری رات کے ٹکڑے۔ صبح انسان مؤمن ہوگا اور شام کو کافر ہو جائیگا اور شام کو مؤمن ہوگا اور صبح کافر، اسلئے کہ اپنے دین کو دنیا کے تھوڑے سے سامان کے بدلے بیچ ڈالے گا۔

حدیث مبارکہ کا مطلب یہ ہوگا کہ جب اندھیری رات شروع ہو جاتی ہے اور اس کا ایک حصہ گزر جاتا ہے تو اس کے بعد آنے والا حصہ بھی رات ہی کا حصہ ہوتا ہے۔ اور اس حصے میں تاریکی بنسبت اول حصے کے زیادہ ہو جاتی ہے۔ اسی طرح تیسرے حصے میں اندھیرا بڑھ جاتا ہے اب اگر کوئی بندہ اسی انتظار میں ہے کہ اب تو مغرب کا وقت ہے تھوڑی سی تاریکی ہے۔ کچھ وقت گزرنے کے بعد روشنی ہو جائے گی اسی وقت کام کروں گا۔ تو یہ شخص احمق اور بے وقوف ہے۔ اس لئے کہ اب جو وقت بھی گزرے گا تاریکی کا وقت آئے گا۔ اس واسطے آپ ﷺ نے فرمایا کہ آخری زمانے میں فتنے بھی رات کے ٹکڑوں کی طرح ایک دوسرے سے ملے ہوئے آئیں گے۔ ایک فتنہ دوسرے سے بڑا ہوگا اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ صبح کو ایک آدمی مومن ہو کر اٹھے گا تو شام کو کافر ہوگا۔ اس لئے کہ فتنہ ایسا ہوگا کہ اسکی ایمان کو زائل کر دے گا۔

عصر حاضر کے فتنے

اس صدی کے آغاز پر ہم سب نے عجیب و غریب فتنے دیکھے۔ عورتوں اور بچوں کو قطاروں میں کھڑے ہو کر بھیک مانگتے ہوئے دیکھا نہ تو ہم نے پردے کا خیال کیا نہ کسی اجنبی سے حیا کی۔ راشن کے نام پر پردے کا مذاق اڑایا گیا۔ اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ صبح کو بندہ مومن ہو کر اٹھا تھا۔ شام کو کافر بن گیا۔ آپ ﷺ نے وجہ بیان فرمائی کہ یہ اس لئے کہ دین کو دنیا کے عوض بیچے گا۔ یعنی جب کاروبار دنیا میں پہنچا۔ اسکو تو فکر لگی ہوئی تھی۔ دنیا کو جمع کا اور مال اور دولت کو جمع کرنے کی۔ تو ایک وقت ایسا بھی پہنچا کہ مال کے ساتھ شرط یہ تھی کہ دین کو چھوڑ دو تو تم کو یہ دنیا کے مال و اسباب مل جائیں گی اب اس کی دل میں کش مکش پیدا ہوئی کہ دین کو چھوڑ کر دنیا حاصل کرو یا دنیا چھوڑ کر دین کو نہ چھوڑو۔

نیکی میں سستی شیطان کا دھوکہ ہے

چونکہ ہم نالنے کے عادی بن چکے تھے کہ دین کے بارے میں کب باز پرس ہوگی اگر ہوئی بھی تو بعد میں توبہ کر لوں گا۔ یہ نقد کا سودا ہے۔ اس کو ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ لہذا نفس اور شیطان کی مان کر دین کو بیچ ڈالا اور اس دار فانی متاعِ قلیل کو حاصل کر لیا۔ اسلئے فرمایا کہ صبح مومن اٹھا تھا اور شام کو کافر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بادروا بالاعمال الصالحة انتظار مت کرو سستی اور کالہی کئے بغیر جلدی جلدی نیک اعمال کرنے کی کوشش کرو۔ ہم کو شیطان دھوکا دے رہا ہوتا ہے کہ ابھی تو جوان ہے۔ بہت ساری عمر باقی ہے۔ جب

بوڑھے ہو گئے تو تب نیک اعمال کریں گے یاد رکھو۔ یہ شیطان کا دھوکا ہے۔ آپ ﷺ چونکہ حکیم ہیں اور سمجھ رہے تھے کہ شیطان اسی طرح نیک بندوں کو اور غلامانے کی کوشش کرے گا ایسے فرمایا کہ نیکی میں انتظار نہ کرو اور نیک کام کا داعیہ پیدا ہو جائے تو فوراً وہ کام کرنا چاہیے کسی دوسرے وقت پر نالنا بہت بڑی نادانی ہے۔ صحابہ کرامؓ کا جذبہ اعمال صالحہ

غزوہٴ اُحد میں ایک دیہاتی قسم کا آدمی کھجوریں کھا رہا تھا اس نے آکر نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ لڑائی جو آپ کر رہے ہیں۔ اس میں اگر ہم قتل ہو گئے تو ہمارا انجام کیا ہوگا آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسکا انجام جنت ہوگا تم سیدھے جنت میں جاؤ گے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اسکو دیکھا کہ وہ کھجوریں کھاتا جا رہا تھا لیکن جب اس نے سنا کہ اس کا انجام جنت ہے تو کھجوریں پھینک کر سیدھا میدان جہاد میں گھس گیا۔ یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ اور سیدھا جنت میں چلا گیا۔ کیونکہ اس صحابیؓ کے دل میں ایک داعیہ پیدا ہو گیا اور جب جنت کا سنا تو کھجور کھانے کے تاخیر کو بھی برداشت نہ کیا اور آگے بڑھ کر اس پر عمل کر لیا۔ رسول پاک ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی ایسی تربیت فرمائی تھی کہ وہ ہمیشہ آخرت کے کاموں میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرتے رہتے۔

غزوہ تبوک میں صحابہ کرامؓ کی مسابقت

سنن ابی داؤد میں واقعہ لکھا ہے کہ غزوہ تبوک اس وقت پیش آیا کہ گرمی کا موسم تھا شدید گرمی تھی۔ سورج آگ برسا رہی تھی۔ آپ ﷺ نے مسجد نبویؐ میں کھڑے ہو کر اعلان فرمایا کہ جس نے اس غزوہ میں شرکت کی اس کے لئے میں جنت کا ذمہ لیتا ہوں۔ لہذا چندہ کی ضرورت ہے اونٹنیاں چاہیے روپے پیسے چاہیے صحابہ کرامؓ نے جب زبان نبوت سے جنت کی بشارت سنی تو حسب استطاعت چندہ اکٹھا کرنے لگے۔ حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ میں نے گھر آکر گھر کا سارا سامان دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ آدھا حصہ گھر کے اخراجات کیلئے چھوڑ دیا اور آدھا مال حضور پاک ﷺ کے دامن میں ڈال دیا۔ فرماتے ہیں کہ دل میں یہ خیال تھا کہ آج میں صدیق اکبرؓ سے آگے بڑھوں گا۔ کیونکہ میں نے گھر کا آدھا مال حاضر کر لیا ہے۔ یہ نہیں سوچا کہ میں روپے پیسے کمانے میں حضرت عثمانؓ سے آگے بڑھ جاؤں نہ کبھی یہ سوچا کہ میرا مال عبدالرحمن بن عوفؓ سے بڑھ جائے۔ جب دین کا معاملہ آجاتا ہے جب آخرت کی بات ہوتی ہے۔ تو پھر صحابہ کرامؓ ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرتے۔

حضرت صدیق اکبرؓ کا ایثار

بہر حال! جب صدیق اکبرؓ نے اپنا سامان لا کر آپ ﷺ کے قدموں میں ڈال دیا حضور اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا اے عمر! تم نے گھر میں نے کیا چھوڑا۔ فرمایا یا رسول اللہ ﷺ میں نے گھر کا تمام سامان دو حصوں میں تقسیم کر دیا ایک حصہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا اور ایک حصہ اپنے گھر والوں کیلئے چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے ان کیلئے برکت کی دعا کی۔ پھر ابو بکر صدیقؓ سے پوچھا۔ ابو بکرؓ نے گھر والوں کیلئے کیا چھوڑا ہے۔ ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا۔ حضور ﷺ! میں نے گھر کا تمام سامان اکٹھا کر کے آپ کے حضور پیش کر دیا ہے، اور گھر میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت چھوڑ کر آیا ہوں۔

آپ نے ابو بکرؓ کیلئے دعائیں دیدیں۔ حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ اس دن مجھے پتہ چلا کہ میں چاہے ساری عمر کوشش کرتا رہوں لیکن حضرت صدیق اکبرؓ سے بڑھ نہیں سکتا اسی طرح ایک دوسرے موقع پر حضرت ابو بکر صدیقؓ سے فرمایا آپ میرے ساتھ ایک معاملہ کریں تو میں بڑا احسان مند رہوں گا۔ انہوں نے پوچھا کیا معاملہ؟ فرمایا میری ساری عمر کی نیکیاں، نمازیں، صدقے خیرات، سارے جہاد، آپ لے لیں لیکن صرف ایک نیکی کا اجر و ثواب مجھے دیدیں۔ جو رات آپ نے محبوب خدا ﷺ کے ساتھ غار ثور میں گزاری تھی۔ یعنی اس رات کا اجر و ثواب عمر کی ساری نیکیوں پر بھاری ہے۔

خلاصہ کلام

غرض یہ کہ جب ہم صحابہ کرام کی زندگی کو دیکھیں تو کہیں یہ بات نظر نہیں آتی کہ صحابہ کرامؓ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا ہو کہ فلاں نے اتنے پیسے کمائے ہیں میں اتنے کمالوں گا۔ فلاں کی سواری بہت اچھی ہے میری بھی اس جیسی یا اس سے بہتر ہو۔ فلاں کا مکان بڑا شاندار ہے میرا بھی ان جیسا ہونا چاہیے۔ لیکن اعمال صالحہ اور نیک کاموں میں مسابقت اور مقابلہ نظر آتا ہے جبکہ ہمارا معاملہ اس سے بالکل الٹا چل رہا ہے۔ ہم دنیا کے کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے۔ ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ لیکن اعمال صالحہ اور نیک کام کرنے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی سوچ بھی نہیں سکتے اللہ تو ہم سب کو معاف کرے اور اعمال صالحہ میں ریس لگانے کی توفیق بخشے۔ نہ کہ دنیا کے کاموں میں۔

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین۔

الحق کی اشاعتِ خاص

یہ ضخیم خصوصی نمبر قارئین ”الحق“ کیلئے پانچ سو روپے میں بغیر ڈاک خرچ کے دستیاب ہوگا۔
لہذا اس قیمتی و تاریخی دستاویز کے حصول کیلئے ابھی سے ماہنامہ ”الحق“ کے آفس سے بگک کروائیں۔